4814CH12

جی آیا صاحب

باورچی خانے کی دھندلی فضا میں بجلی کا ایک اندھا قمقمہ چراغ گور کی مانند اپنی سرخ روشنی پھیلا رہا تھا، دور کونے میں پانی کے نل کے پاس ایک چھوٹی عمر کا لڑکا بیٹھا برتن صاف کرنے میں مشغول تھا۔ یہ انسپکٹر صاحب کا نوکر تھا۔ برتن صاف کرتے وقت یہ لڑکا کچھ گنگنا رہا تھا، یہ الفاظ ایسے تھے جو اس کی زبان سے بغیر کسی کوشش کے نکل رہے تھے۔

جی آیا صاحب، جی آیا صاحب، بس ابھی صاف ہو جاتے ہیں، صاحب ابھی برتنوں کو راکھ سے صاف کرنے کے بعد انھیں پانی سے دھو کر قرینے سے رکھنا بھی تھا اور یہ کام جلدی سے نہ ہو سکتا تھا۔ لڑکے کی آنکھیں نیند سے بند ہوئی جا رہی تھیں۔ سر سخت بھاری ہو رہا تھا مگر کام کیے بغیر آرام یہ کیوں کر ممکن تھا؟

دفعتاً لڑکے نے نیند کے ناقابلِ مغلوب حملے کو محسوس کرتے ہوئے اپنے جسم کو ایک جنبش دی اور جی آیا صاحب، جی آیا صاحب گنگناتا ہوا پھر کام میں مشغول ہو گیا۔

© NCERT not to be republished

قاسم! قاسم

جی آیا صاحب'' لڑکا جو انہیں الفاظ کی گردانی کر رہا تھا، بھاگ کر اپنے آقا کے پاس گیا۔

انسپکٹر صاحب نے کمبل سے منھ نکالا اور لڑکے پر خفا ہوتے ہوئے کہا بے وقوف کے بچے آج پھر یہاں صراحی اور گلاس رکھنا بھول گیا ہے۔

''ابھی لایا صاحب، ابھی لایا صاحب''

کمرے میں صراحی اور گلاس رکھنے کے بعد وہ ابھی برتن صاف کرنے کے لیے بیٹھا ہی تھا کہ پھر اس کمرے سے آواز آئی۔

قاسم! قاسم

جی آیا صاحب، قاسم بھاگتا ہوا اپنے آقا کے پاس گیا۔

بمبئی کا پانی کس قدر خراب ہے۔ جاؤ پارسی کے ہوٹل سے سوڈا لے کر آؤ بس بھاگے ہوئے جاؤ سخت پیاس لگ رہی ہے۔

''بہت اچھا صاحب۔''

قاسم بھاگا ہوا گیا اور پارسی کے ہوٹل سے جو گھر سے قریباً نصف میل کے فاصلے پر واقع تھا سوڈے کی بوتل لے آیا اور اپنے آقا کو گلاس میں ڈال کر دے دی۔

''اب تم جاؤ مگر اس وقت تک کیا کر رہے ہو، برتن صاف نہیں ہوئے کیا؟''

''ابھی صاف ہوتے ہیں صاحب۔''

''اور ہاں برتن صاف کرنے کے بعد میرے سیاہ بوٹ کو پالش کر دینا مگر دیکھنا احتیاط رہے۔ چمڑے پر کوئی خراش نہ آئے ورنہ..............''

قاسم کو ''ورنہ'' کے بعد کا جملہ بخوبی معلوم تھا۔ ''بہت اچھا صاحب'' کہتے ہوئے وہ باورچی خانے میں واپس

چلا گیا اور برتن صاف کرنے شروع کر دیے۔

اب نیند اُس کی آنکھوں میں سمٹی چلی آ رہی تھی۔ پلکیں آپس میں ملی جا رہی تھیں۔ سر میں سیسہ اتر رہا تھا۔ یہ خیال کرتے ہوئے.........صاحب کے بوٹ بھی ابھی پالش کرنے ہیں۔ قاسم نے اپنے سر کو زور سے جنبش دی اور وہی راگ الاپنا شروع کر دیا۔

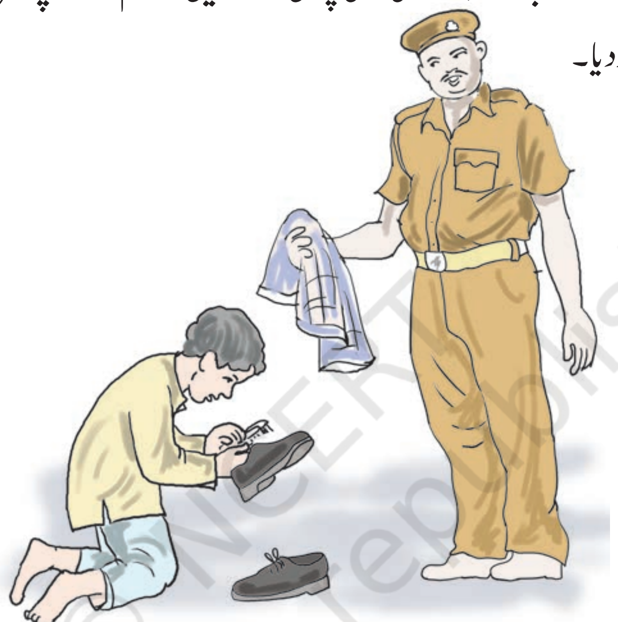

''جی آیا صاحب، جی آیا صاحب! بوٹ ابھی صاف ہو جاتے ہیں۔ صاحب'' مگر نیند کا طوفان ہزار بند باندھنے پر بھی نہ رُکا۔ اب اسے محسوس ہونے لگا کہ نیند ضرور غلبہ پا کر رہے گی، لیکن ابھی برتنوں کو دھو کر انھیں اپنی اپنی جگہ پر رکھنا باقی تھا۔ اس وقت ایک عجیب خیال اس کے دماغ میں آیا۔ بھاڑ میں جائیں برتن اور چولھے میں جائیں بوٹ کیوں نہ تھوڑی دیر اسی جگہ پر سو جاؤں اور پھر چند لمحات آرام کے بعد..........''

اس کے کان ''بوٹ بوٹ'' کی آوازوں سے گونج اٹھے۔

''بہت اچھا صاحب.........ابھی پالش کرتا ہوں'' بڑبڑاتا ہوا قاسم بستر پر سے اٹھا۔ جیسے اس کے آقا نے ابھی بوٹ روغن کرنے کے لیے حکم دیا ہے۔ ابھی قاسم بوٹ کا ایک پیر بھی اچھی طرح پالش کرنے نہ پایا تھا کہ نیند کے غلبے نے اسے وہیں پر سلا دیا۔

صبح جب انسپکٹر صاحب نے اپنے نوکر کو باہر برآمدے میں بوٹوں کے پاس سویا ہوا دیکھا تو اسے ٹھوکر مار کر جگاتے ہوئے کہا ’’ یہ سور کی طرح یہاں بے ہوش پڑا ہے اور مجھے خیال تھا کہ اس نے بوٹ صاف کر دیے ہوں گے......نمک حرام......ابے قاسم!‘‘

’’جی آیا صاحب‘‘

قاسم کے منھ سے اتنا ہی نکلا تھا کہ اس نے اپنے ہاتھ میں بوٹ صاف کرنے کا برش دیکھا فوراً ہی اس معاملے کو سمجھتے ہوئے اُس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا: میں سو گیا تھا صاحب مگر......مگر بوٹ ابھی پالش ہوتے ہیں صاحب‘‘، یہ کہتے ہوئے اس نے جلدی جلدی بوٹ کو برش سے رگڑنا شروع کر دیا۔

’’قاسم‘‘

’’جی آیا صاحب‘‘

قاسم بھاگا ہوا نیچے آیا اور اپنے آقا کے پاس کھڑا ہو گیا۔

دیکھو آج ہمارے یہاں مہمان آئیں گے اس لیے باورچی خانے کے تمام برتن اچھی طرح صاف کر رکھنا، فرش بھی دُھلا ہوا ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ تمھیں ملاقاتی کمرے کی تصویروں، میزوں اور کرسیوں کو بھی صاف کرنا ہوگا۔ سمجھے! مگر خیال رہے میری میز پر ایک تیز دھار چاقو پڑا ہوا ہے اسے مت چھیڑنا! میں اب دفتر جا رہا ہوں مگر یہ کام دو گھنٹے سے پہلے ہو جانا چاہیے۔‘‘

’’بہت بہتر صاحب۔‘‘

انسپکٹر صاحب دفتر چلے گئے۔ قاسم باورچی خانہ صاف کرنے میں مشغول ہو گیا۔ ڈیڑھ گھنٹے کی انتھک محنت کے بعد اس نے باورچی خانے کے تمام کام کو ختم کر دیا اور ہاتھ پاؤں صاف کرنے کے بعد جھاڑن لے کر ملاقاتی کمرے میں چلا گیا۔

ابھی تمام کمرہ صاف کرنا تھا اور وقت بہت کم رہ گیا تھا چنانچہ قاسم نے جلدی جلدی کرسیوں پر جھاڑن مارنا

شروع کر دیا۔ ابھی وہ کرسیوں کا کام ختم کرنے کے بعد میز صاف کرنے جا رہا تھا کہ اسے یکا یک خیال آیا'' آج مہمان آ رہے ہیں۔ خدا معلوم کتنے برتن صاف کرنے پڑیں گے اور یہ نیند کمبخت کتنا ستا رہی ہے، مجھ سے تو کچھ بھی نہ ہو سکے گا.........''

یہ سوچتے وقت وہ میز پر رکھی ہوئی چیزوں کو پونچھ رہا تھا کہ اچانک اسے قلمدان کے پاس ایک کھلا ہوا چاقو نظر آیا۔ وہی چاقو جس کے متعلق اس کے آقا نے کہا تھا کہ بہت تیز ہے۔

چاقو کا دیکھنا تھا کہ اس کی زبان پر یہ لفظ خود بخود جاری ہو گئے چاقو تیز دھار چاقو!........یہی تمہاری مصیبت کو ختم کر سکتا ہے۔''

کچھ اور سوچے بغیر قاسم نے تیز دھار چاقو اٹھا اپنی انگلی پر پھیر لیا۔ اب وہ شام کے وقت برتن صاف کرنے کی زحمت سے بہت دور تھا اور نیند پیاری پیاری اب اسے با آسانی نصیب ہو سکتی تھی۔

اُنگلی سے خون کی سرخ دھار بہہ رہی تھی۔ سامنے والی دوات کی سُرخ روشنائی سے کہیں چمکیلی۔ قاسم اس خون کی دھار کو مسرّت بھری آنکھوں سے دیکھ رہا تھا اور منھ میں یہ گنگنا رہا تھا، 'نیند نیند' پیاری نیند'' تھوڑی دیر کے بعد وہ بھاگا ہوا اپنے آقا کی بیوی کے پاس گیا جو زنان خانے میں بیٹھی سلائی کر رہی تھی اور اپنی زخمی انگلی دکھا کر کہنے لگا'' دیکھیے بی بی......ارے قاسم یہ تو نے کیا کیا؟ کمبخت صاحب کے چاقو کو چھیڑا ہوگا تو نے؟

بی بی جی......بس میز صاف کر رہا تھا اور اس نے کاٹ کھایا قاسم ہنس پڑا۔

قاسم اپنی فتح پر زیر لب مسکرا رہا تھا۔

اُنگلی پر پٹی بندھوا کر قاسم پھر کمرے میں آ گیا اور میز پر پڑے ہوئے خون کے دھبّوں کو صاف کرنے کے بعد خوشی خوشی اپنا کام ختم کر دیا۔

آقا کی خفگی آنے والی مسرّت نے بھلا دی اور قاسم کودتا پھاندتا ہوا اپنے بستر میں جا لیٹا۔ تین چار روز تک برتن صاف کرنے کی زحمت سے بچا رہا مگر اُس کے بعد اُنگلی کا زخم بھر آیا۔ اب پھر وہی مصیبت نمودار ہو گئی۔

’’قاسم! صاحب کی جرابیں اور قمیضیں دھو ڈالو۔‘‘

’’بہت اچھا بی جی۔‘‘

قاسم اس کمرے کا فرش کتنا بدنما ہو رہا ہے۔ پانی لاکر ابھی صاف کرو، دیکھنا کوئی داغ دھبّہ باقی نہ رہے۔‘‘

’’بہت اچھا صاحب۔‘‘

’’قاسم شیشے کے گلاس کتنے گندے ہو رہے ہیں، انھیں نمک سے صاف کرو۔‘‘

’’جی اچھا صاحب۔‘‘

قاسم! طوطے کا پنجرہ کس قدر غلیظ ہو رہا ہے اسے صاف کیوں نہیں کرتے؟‘‘

’’ابھی کرتا ہوں بی بی جی۔‘‘

’’قاسم! ابھی خاکروب آتا ہے تم پانی ڈالتے جانا سیڑھیوں کو دھو ڈالے گا۔‘‘

’’بہت اچھا صاحب۔‘‘

’’قاسم ذرا بھاگ کے ایک آنے کا دہی تو لے آنا۔‘‘

’’ابھی چلا بی جی۔‘‘

ایک روز انسپکٹر صاحب کی میز صاف کرتے وقت اس کے ہاتھ خود بخود چاقو کی طرف بڑھے اور ایک لمحے کے بعد اس کی اُنگلی سے خون بہہ رہا تھا۔ انسپکٹر صاحب اور ان کی بیوی قاسم کی یہ حرکت دیکھ کر بہت خفا ہوئے۔ چنانچہ سزا کی صورت میں اسے شام کو کھانا نہ دیا گیا مگر وہ اپنی ایجاد کردہ ترکیب کی خوشی میں مگن تھا۔ ایک وقت روٹی نہ ملی اُنگلی پر معمولی سا زخم آ گیا مگر برتنوں کا انبار صاف کرنے سے نجات مل گئی۔ یہ سودا کچھ برا نہ تھا۔

چند دنوں کے بعد اس کی اُنگلی کا زخم ٹھیک ہو گیا۔ اب پھر کام کی وہ بھرمار شروع تھی۔ پندرہ بیس روز گدھوں سی مشقت میں گزر گئے۔ اس عرصے میں قاسم نے بار بار ارادہ کیا کہ چاقو سے پھر اپنی اُنگلی زخمی کرے مگر اب میز پر سے وہ چاقو اٹھا لیا گیا اور باورچی خانے والی ’چھری‘ کند تھی۔

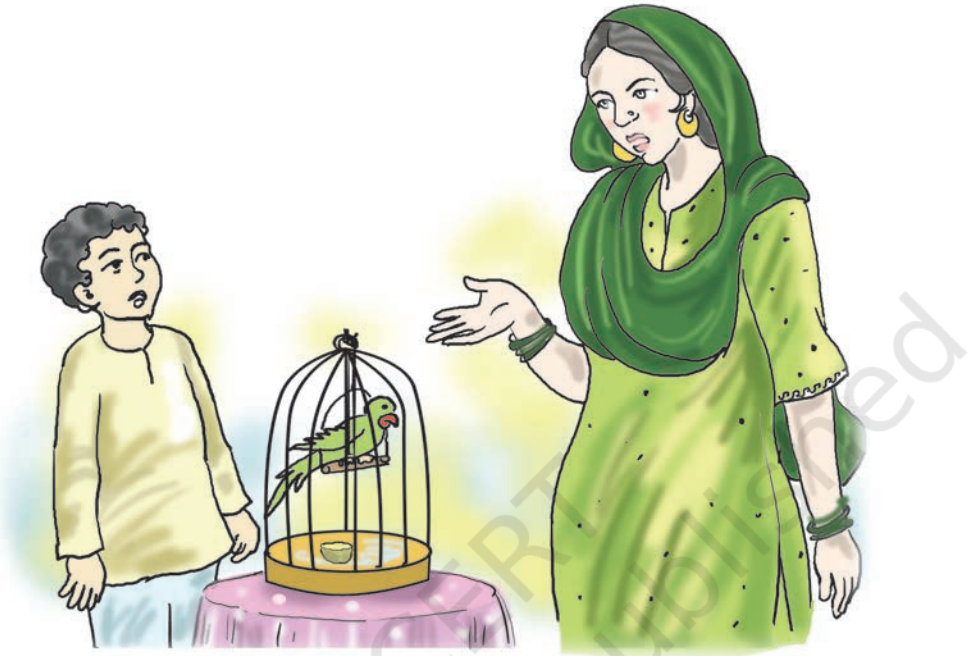

ایک بار اس کے آقا نے اسے الماری صاف کرنے کو کہا جس میں ادویات کی شیشیاں اور مختلف چیزیں پڑی ہوئی تھیں۔ الماری صاف کرتے وقت اسے داڑھی مونڈنے کا ایک بلیڈ نظر آیا۔ بلیڈ کو پکڑتے ہی اس نے اپنی اُنگلی پر پھیر لیا۔ دھار تھی بہت تیز اور باریک، اُنگلی میں دور تک چلی گئی۔ جس سے بہت بڑا زخم بن گیا۔ قاسم نے بہت کوشش کی کہ خون نکلنا بند ہو جائے مگر زخم کا منہ بڑا تھا وہ نہ تھما۔......سیروں خون پانی کی طرح بہہ گیا۔ یہ دیکھ کر قاسم کا رنگ کاغذ کی مانند سفید ہو گیا۔ بھاگا ہوا اپنے آقا کی بیوی کے پاس گیا۔

’’بی بی جی میری انگلی میں صاحب کا استرا لگ گیا ہے۔‘‘

’’قاسم! اب تم ہمارے گھر میں نہیں رہ سکتے۔‘‘

’’وہ کیوں بی بی جی؟‘‘

’’یہ صاحب سے دریافت کرنا۔‘‘

چار بجے کے قریب انسپکٹر صاحب دفتر سے گھر آئے اور اپنی بیوی سے قاسم کی نئی حرکت سن کر اسے فوراً

اپنے پاس بلایا۔

''کیوں میاں یہ اُنگلی کو ہر روز زخمی کرنے کے کیا معنی ہیں؟''

قاسم خاموش کھڑا رہا۔

''تم نوکر یہ سمجھتے ہو کہ ہم لوگ اندھے ہیں اور ہمیں بار بار دھوکا دیا جا سکتا ہے۔ اپنا بستر بوریا دبا کر ناک کی سیدھ میں یہاں سے بھاگ جاؤ۔ ہمیں تم جیسے نوکروں کی کوئی ضرورت نہیں۔ سمجھے۔''

''مگر، مگر صاحب''

''صاحب، کا بچہ۔ بھاگ جا یہاں سے۔ تیری بقایا تنخواہ کا ایک پیسہ بھی نہیں دیا جائے گا۔ اب میں اور کچھ نہیں سننا چاہتا۔

قاسم روتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ طوطے کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھا۔ طوطے نے بھی خاموشی میں اس سے کچھ کہا اور اپنا بستر ہ لے کر وہ سیڑھیوں سے نیچے اتر گیا۔

خیراتی ہسپتال میں ایک نوخیز لڑکا درد کی شدت سے لوہے کے پلنگ پر کروٹیں بدل رہا ہے۔ پاس ہی دو ڈاکٹر بیٹھے ہیں۔

ان میں سے ایک ڈاکٹر اپنے ساتھی سے مخاطب ہوا، ''زخم خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے، ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔''

''بہت بہتر۔''

یہ کہتے ہوئے دوسرے ڈاکٹر نے اپنی نوٹ بک میں اس مریض کا نام درج کر لیا۔ ایک چوبی تختے پر جو چارپائی کے سرہانے لٹکا ہوا تھا مندرجہ ذیل الفاظ لکھے تھے۔

نام محمد قاسم ولد عبدالرحمٰن مرحوم

عمر دس سال

(سعادت حسن منٹو)

معنی یاد کیجیے

قمقمہ	:	بلب، قندیل
چراغِ گور	:	قبر پر جلنے والا چراغ
مشغول	:	کام میں لگا ہوا، مصروف
جنبش	:	ہلنا، حرکت
خراش	:	کھرونچ
راگ الاپنا (محاورہ)	:	گانا گانا، اپنی ہی ہانکتے رہنا

لمحات	:	لمحہ کی جمع، پل
روغن	:	تیل
انتھک	:	نہ تھکنے والا
خفگی	:	ناراضگی
جرابیں	:	جراب کی جمع، موزے
غلیظ	:	گندہ، میلا
خاکروب	:	جھاڑو دینے والا
ادویات	:	ادویہ کی جمع، دوائیں
نوخیز	:	نوعمر
چوبی تختہ	:	لکڑی کا تختہ

سوچیے اور بتائیے۔

1. انسپکٹر صاحب کا رویہ قاسم کے ساتھ کیسا تھا؟
2. قاسم، انسپکٹر صاحب کے ہر حکم پر کیا کہتا تھا؟
3. گھر کا کام قاسم کس ڈھنگ سے کرتا تھا؟
4. قاسم کی نیند کس وجہ سے پوری نہیں ہوتی تھی؟
5. قاسم نے پہلی بار کام سے بچنے کے لیے کیا کیا؟
6. چاقو سے انگلی کٹنے کے بعد بھی قاسم کیوں مسکرایا؟
7. انسپکٹر صاحب نے آخری مرتبہ انگلی کاٹنے پر اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟
8. ڈاکٹروں نے قاسم کے زخم کے بارے میں کیا رائے دی؟
9. چارپائی سے لٹکے ہوئے چوبی تختے پر کیا لکھا تھا؟

© NCERT not to be republished

صحیح جملوں پر صحیح (✓) اور غلط پر (×) کا نشان لگائیے۔

1. برتن صاف کرتے وقت یہ لڑکا کچھ گنگنا رہا تھا۔ ( )
2. قاسم پارسی کے ہوٹل سے پانی کی بوتل لے آیا اور اپنے آقا کو دی۔ ( )
3. نیند کا طوفان ہزار بند باندھنے پر بھی نہ رکا۔ ( )
4. انسپکٹر صاحب نے سوتے ہوئے قاسم کو بڑے پیار سے جگایا۔ ( )
5. قاسم نے جلدی جلدی بوٹ کو برش سے رگڑنا شروع کر دیا۔ ( )
6. اچانک قلمدان کے پاس قاسم کو ایک کھلا ہوا چاقو نظر آیا۔ ( )
7. آقا کی بیوی زنان خانے میں بیٹھی کپڑے دھو رہی تھیں۔ ( )
8. انسپکٹر صاحب نے کہا اپنا بستر بوریا دبا کر ناک کی سیدھ میں بھاگ جاؤ۔ ( )
9. قاسم ہنستا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ ( )
10. خیراتی ہسپتال میں ایک نوخیز لڑکا درد کی شدت سے کروٹیں بدل رہا تھا۔ ( )

واحد سے جمع اور جمع سے واحد بنائیے۔

فاصلے لمحات حرکت گدھوں دَوا کروٹیں تختہ

ان لفظوں کے متضاد لکھیے۔

ناقابل خفا سیاہ تیز فتح غلیظ

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو اپنے جملوں میں استعمال کیجیے۔

مشغول جنبش لمحات انتھک غلیظ خفگی نوخیز

© NCERT not to be republished

نیچے دیے ہوئے جملوں کو کہانی کی ترتیب سے لکھیے۔

1. سوڈے کی بوتل لے آیا اور اپنے آقا کو گلاس میں ڈال کر دے دی۔
2. بمبئی کا پانی کس قدر خراب ہے جاؤ پارسی کے ہوٹل سے سوڈا لے آؤ۔
3. انسپکٹر صاحب کا نوکر بیٹھا برتن صاف کرنے میں مشغول تھا۔
4. نیند کے غلبے نے اسے وہیں سلا دیا۔
5. بھاڑ میں جائیں برتن اور چولہے میں جائیں بوٹ۔
6. بی بی جی! بس میز صاف کر رہا تھا، اور اس نے کاٹ کھایا۔
7. کچھ اور سوچے بغیر قاسم نے تیز دھار چاقو اٹھا کر اپنی انگلی پر پھیر لیا۔
8. زخم خطرناک صورت اختیار کر گیا ہے۔ ہاتھ کاٹنا پڑے گا۔
9. خیراتی ہسپتال میں ایک نوخیز لڑکا درد کی شدت سے کروٹیں بدل رہا ہے۔
10. نام محمد قاسم ولد عبدالرحمٰن (مرحوم) عمر دس سال۔

عملی کام

- اس کہانی کے کس کردار نے آپ کو سب سے زیادہ متاثر کیا اور کیوں؟ مختصر طور پر اپنی زبان میں لکھیے۔

پڑھیے، سمجھیے اور لکھیے۔

اس نے الماری کو صاف کیا۔
سلیم کی انگلی زخمی ہوگئی۔
اکرم کے دوست گھر پر آئے۔
اسکول میں کھیل کا میدان تھا۔

اوپر کے جملوں میں کو، کی، کے اور میں ایسے الفاظ ہیں جن کے الگ کوئی معنی نہیں ہیں لیکن یہ دو لفظوں کے درمیان ایسا تعلق قایم

کرتے ہیں کہ یہ اگر نہ ہوں تو سارا جملہ بے ربط ہو جائے۔ قواعد میں انھیں حروف ربط کہتے ہیں۔ یہ دو لفظوں کے درمیان تعلق پیدا کر کے جملوں کو مکمل بناتے ہیں۔ اس سبق سے پانچ جملے تلاش کر کے لکھیے جن میں حروفِ ربط ہو۔

غور کرنے کی بات

- چھوٹے بچوں کو نوکر رکھنا اور ان پر کام کا بوجھ ڈالنا دونوں قانون کی نظر میں جرم ہیں، اور اگر شکایت کر دی جائے تو نوکر رکھنے والے پر جرمانہ اور سزا دونوں ہو سکتی ہیں۔
- کام کی زیادتی نے ہی قاسم کو اپنا ہاتھ زخمی کرنے پر مجبور کیا اور بار بار یہ عمل کرنے کی وجہ سے اس کی نوکری بھی گئی اور ڈاکٹروں نے اس کا ہاتھ کاٹنے کو ہی اس کے حق میں بہتر سمجھا۔
- اس کہانی سے یہ نصیحت ملتی ہے کہ بغیر سوچے سمجھے کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو جان لیوا ثابت ہو۔

© NCERT not to be republished